چوں کہ ان کے طنز و مزاح میں شعر و ادب کے ساتھ ساتھ سیاست، تاریخ اور دیگر علوم و فنون کا امتزاج ہوتا ہے اس لئے ان سے وہی شخص محظوظ ہو سکتا ہے جو نکھرے ہوئے مذاق کے ساتھ ساتھ اردو کے ادبی پس منظر سے واقف اور باشعور ہو۔

ان کے فن کے مخصوص دائرے تک محدود ہونے کی وجہ ان کا مخصوص مقامی رنگ بھی ہے جو ان کی علی گڑھ سے جذباتی وابستگی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے رشید احمد صدیقی کے لئے علی گڑھ بہشت بریں سے کم نہیں وہ ان کی زندگی کا آئیڈیل ہے، دنیا کے کسی خطے کا ذکر ہو بات علی گڑھ تک ضرور پہنچ جائے گی ان کی شخصیت کی تشکیل میں علی گڑھ کا ہاتھ تھا اور ان کے ذہن پر اس شہر علم و فن کے اثرات اتنے گہرے تھے کہ زندگی کی آخری سانسوں تک اس میں کمی نہیں ہوئی، ان کی تحریروں میں علی گڑھ اپنی مخصوص روایات کے ساتھ ہر جگہ موجود نظر آتا ہے، علی گڑھ کی اسی وابستگی و وارفتگی کی وجہ سے کسی نے انھیں "متحرک علی گڑھ" قرار دیا ہے، ان کی علی گڑھ سے اس جذباتی وابستگی کو بعض نقادوں نے ان کے فن کے لئے فال نیک قرار دیا ہے۔ لیکن زیادہ تر نقادوں کا یہ خیال ہے کہ علی گڑھ کی وابستگی ان کی نظر کی حد بن گئی ہے جو ان کے فنی افق کو وسیع ہونے سے روک دیتی ہے انھوں نے اپنے فن کو علی گڑھ مارکہ بنا کر اسے محدود کر دیا ہے ان کے طنز کی واقعیت کو وہی شخص محسوس کر سکتا ہے جو علی گڑھ کے شب و روز اور وہاں کی مخصوص روایات سے واقف ہو، اس محدود رنگ کے باوجود ان کی عظمت اپنی جگہ مسلم ہے علی گڑھ کسی مخصوص مقام کا نام نہیں وہ چند روایات اور ذہنی رویوں کی علامت ہے رشید صاحب نے اسے علامت بنا کر زندگی کی مختلف قدروں اور تہذیبی روایتوں کے نقوش ابھارے ہیں اور اپنے اسلوب، ادبی اشاروں، بلاغت اور اپنی سنجیدہ اقدار پرست شخصیت کی وجہ سے طنز و مزاح کے سب سے بڑے نمائندے بن گئے ہیں۔

☆☆☆

ندرت فکر، طنز و مزاح کا ٹھہرا ہوا انداز اور شائستگی ورچاؤ نظر نہیں آتا، زبان و بیان کا چٹخارہ اور تنوع
موضوعات کا احساس تو ضرور ہوتا ہے لیکن اس میں وہ تازگی اور طنز و مزاح کی چھٹکی ہوئی چاندنی نہیں ہے
جس سے مضامین رشید عبارت ہیں، ساتھ ہی ''خنداں'' کے مضامین میں موضوع سے ہٹ جانے
بیجا تکرار و طوالت اور پھیکا پن جیسی خامیاں کچھ زیادہ نظر آتی ہیں شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ''خنداں'' چونکہ
ریڈیائی مضامین کا مجموعہ ہے لہذا بے جا پابندیوں اور اندیشہ ہائے دور دراز کے باعث اس میں وہ
بلندی، پختگی، فطری پن اور فنی رچاؤ پیدا نہیں ہونے پایا جو ''مضامین رشید'' میں نظر آتا ہے۔

رشید احمد صدیقی نے زندگی کے ہر پہلو کو اپنے طنز کا نشانہ بنایا ہے وہ ہر شے کو معاشرتی
ڈھانچے میں دیکھتے ہیں انھوں نے اداروں اور جماعتوں پر نظر معاشرتی پس منظر میں ڈالی ہے اس طرح
ان کے یہاں تمدنی تنقید کے بہترین نمونے ملتے ہیں مشرقی اقدار کو عزیز رکھنے کی وجہ سے انھوں نے
مغربی تہذیب پر کڑی چوٹ کی ہے، یہاں وہ اکبر سے بہت زیادہ قریب نظر آتے ہیں، زندگی کے
ہر پہلو پر تنقیدی نظر ڈالتے ہیں اور پورے خلوص کے ساتھ معاشرتی زندگی کے جھول اور زندگی کے مختلف
گوشوں میں پائی جانے والی ناہمواری کو دور کرنا چاہتے ہیں ان کی تمدنی تنقید کے پیش نظر بہت سے
نقادوں نے انھیں ایک اہم تمدنی نقاد قرار دیا ہے۔

رشید احمد صدیقی کے طنز کی زد سے سماج کا کوئی بھی طبقہ محفوظ نہیں، ایڈیٹر، لیڈر، شاعر، وکیل،
معلم، آفیسر ہر ایک پر انھوں نے طنز کے تیر چلائے ہیں شہری زندگی کے ساتھ ساتھ انھوں نے دیہاتی
زندگی سے بھی اپنے فن کے لئے مواد اکٹھا کیا ہے اور دیہاتی زندگی کے ایسے ایسے گوشوں تک ان کی
نظر پہنچ جاتی ہے جس کے بارے میں عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا۔

رشید احمد صدیقی کے فن پر تنقیدی نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ واقعاتی مزاح کے بجائے
زیادہ تر بذلہ سنجی کو طنز و مزاح کے سیلے کے طور پر استعمال کرتے ہیں بذلہ سنجی میں رعایت لفظی اور دیگر
شعبدہ بازیوں سے مزاحیہ نکتے پیدا کئے جاتے ہیں اور طویل بیان کے بجائے ایک آدھ فقرے میں اپنی
بات کہہ دی جاتی ہے رشید احمد صدیقی فقرے تراشنے کے فن میں ماہر ہیں اور ایک آدھ فقرے میں اپنی
بات کہہ جاتے ہیں، ان کے ہر مضمون میں ایسے جملے مل جاتے ہیں جو قول محال کی شکل اختیار کر جاتے
ہیں اور قاری پر دیرپا اثر چھوڑ جاتے ہیں غالباً اسی وجہ سے ان کو اردو کا چسٹرٹن کہا جاتا ہے۔

رشید احمد صدیقی کی ایک مخصوص ذہنی سطح ہے جس سے وہ نیچے نہیں اترتے، اس لئے ان کے
یہاں عام لوگوں کی تسکین ذوق کا سامان کم ہی مل پاتا ہے کیوں کہ ان کا انداز زیادہ تر عالمانہ ہوتا ہے

رشید احمد صدیقی

رشید احمد صدیقی اردو ادب میں ایک روایت کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں انھوں نے اردو ادب کو مختلف حیثیتوں سے متاثر کیا ہے، ان کے طنزیہ و مزاحیہ مضامین، ان کی پر مغز تنقیدیں اور ان کی مرقع نگاری ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی ان کی تخلیقات سے محظوظ ہونے کے لئے ایسے تربیت یافتہ ذہن کی ضرورت ہے جو ان کے ذہن، ان کی پہلو دار شخصیت اور ان کے ماحول کے ساتھ ساتھ علم و ادب کا بھی مزاج شناس ہو کیوں کہ ان کے فن میں شعر و ادب کی صدیوں کی صدائے بازگشت ملتی ہے۔

رشید احمد صدیقی کے ذہن کی تربیت میں ان کے پیش رووں کی نگارشات کا ہاتھ ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن رشید احمد صدیقی نے اپنی ذہانت اور مخصوص علمی مزاج سے کام لے کر اپنی انفرادیت ہر جگہ برقرار رکھی ہے وہ ادب برائے زندگی کے قائل تھے، لہٰذا وہ اپنے فن کے ذریعہ محض افراد کی دلبستگی کا سامان فراہم کرنا نہیں بلکہ معاشرے کی منفی قدروں کے خلاف نبرد آزما ہونے اور معاشرے کو صحتمند قدروں کی راہ پر گامزن کرنا چاہتے تھے، ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''طنز و ظرافت کسی کی آبروریزی یا اپنی نالائقی کی تسکین کے لئے نہیں بلکہ معاشرے کی اصلاح وارتقاء کے لئے ہوتی ہے۔''

''مضامین رشید'' کا مطالعہ کرنے پر یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ رشید احمد صدیقی نے اپنے مضامین میں معاشرے میں پائی جانے والی ناہمواریوں اور منفی قدروں کو اپنے طنز کا نشانہ بنایا ہے، لیکن ان کے طنز میں جارحانہ انداز یا نشتریت نظر نہیں آتی، بلکہ اکبر کی طرح انھوں نے بھی اپنے طنز کو مزاح کی نقاب پہنائی ہے۔

رشید احمد صدیقی کے طنز و مزاح کے دو مجموعے ہیں ''مضامین رشید'' اور ''خنداں'' اس کے علاوہ بہت سے مضامین و مقالات مختلف اخبارات و رسائل میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ''مضامین رشید'' کو نقش اول ہونے کے باوجود فنی اعتبار سے نقش ثانی ''خنداں'' پر فوقیت حاصل ہے ''مضامین رشید'' سے رشید احمد کی تخلیقی صلاحیت، شعور کی پختگی، وسعت نظر اور علمی عظمت کا اظہار ہوتا ہے، ''خنداں'' میں یہ

Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur Vaishali

B.A Part - I (Hon.)

Paper - II

Date - 08-09-2020

Time - 11:30 A.M

Topic:- Rashid Ahmad Siddiqui